بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

ربوہ

جلد ۷۳/۳۸ منگل ۳۰ جمادی الثانی ۱۴۰۴ھ ۳ شہادت ۱۳۶۳ ہش ۳ اپریل ۱۹۸۴ء نمبر ۷۶

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲ شہادت / اپریل حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارہ میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے۔

پھیپھڑے میں تکلیف ہے اور کمزوری بہت ہے۔

احباب کرام خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحتِ کاملہ عطا فرمائے اور آپ کا بابرکت سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارے خدا کی اصل حقیقت ہی یہی ہے کہ وہ ایک مبدءِ فیضِ وجود ہے

ہمارے خدا میں بیشمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق اور وفا سے اس کے ہو گئے

نادان ہے وہ جو اللہ کی قدرتوں کا انکار کرے اور احمق ہے وہ جو اعتراض کرے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:- "جب میں ان بڑے بڑے اجرام کو دیکھتا ہوں اور ان کی عظمت اور عجائبات پر غور کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ صرف ارادۂ الٰہی سے اور اس کے اشارہ سے ہی سب کچھ ہو گیا تو میری روح بے اختیار بول اٹھتی ہے کہ اے ہمارے قادر خدا تو کیا ہی بزرگ قوتوں والا ہے۔ تیرے کام کیسے عجیب اور وراء العقل ہیں۔ نادان ہے وہ جو تیری قدرتوں کا انکار کرے اور احمق ہے وہ جو تیری نسبت یہ اعتراض پیش کرے کہ اس نے ان چیزوں کو کس مادہ سے بنایا؟ (نسیم دعوت صفحہ ۶۰ حاشیہ)

"خدا تعالیٰ جو ہمارا خدا کہلاتا ہے اس کی خدائی کی اصل حقیقت ہی یہی ہے کہ وہ ایک مبدءِ فیض وجود ہے۔ جس کے ہاتھ سے وہ سب وجودوں کا نمود ہے۔ اُسی سے اس کا استحقاق معبودیت پیدا ہوتا ہے اور اسی سے ہم بخوشی دل قبول کرتے ہیں کہ اس کا ہمارے بدن و دل و جان پر قبضہ استحقاقی قبضہ ہے۔ کیونکہ ہم کچھ بھی نہ تھے۔ اسی نے ہم کو وجود بخشا۔ پس جس نے عدم سے ہمیں موجود کیا وہ کامل استحقاق سے ہمارا مالک ہے۔"

(شحنۂ حق صفحہ ۱۰۲)

"ہمارے خدا میں بے شمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق اور وفا سے اس کے ہو گئے ہیں وہ غیروں پر جو اس کی قدرت پر یقین نہیں رکھتے اور اس کے صادق و وفادار نہیں وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا۔ کیا ہی بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔" (کشتی نوح صفحہ ۱۹)

"خدا کبھی معطل نہیں ہوگا۔ ہمیشہ، خالق، ہمیشہ رازق، ہمیشہ رب، ہمیشہ رحمان، ہمیشہ رحیم ہے اور رہے گا۔ میرے نزدیک ایسے عظیم الشان جبروت والے کی نسبت بحث کرنا گناہ میں داخل ہے۔ خدا نے کوئی چیز منوانی نہیں چاہی جس کا نمونہ یہاں نہیں دیا۔" (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۴۷)

"وہ خدا جو تمام نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ پر بمقام طور ظاہر ہوا اور حضرت مسیح پر شعیر کے پہاڑ پر طلوع فرمایا اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر فاران کے پہاڑ پر چمکا وہی قادر قدوس خدا میرے پر تجلی فرما ہوا اس نے ..... فرمایا ..... میں اکیلا خالق اور مالک ہوں اور کوئی میرا شریک نہیں اور میں پیدا ہونے اور مرنے سے پاک ہوں۔"

(ضمیمہ رسالہ جہاد صفحہ ۸)

"بیوت الحمد" - "یہ بہت ہی مبارک تحریک ہے"

(ارشاد حضور ایدہ اللہ)

- اللہ تعالیٰ نے میرے بڑے بیٹے محمد اسلم ناصر (حال نیوزی لینڈ) کو ۱۴ جنوری ۱۹۸۴ء کو بیٹی سے نوازا ہے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچی کا نام "بشریٰ ناصر" تجویز فرمایا ہے۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ بچی کو والدین اور جماعت کے لئے واقعی بشریٰ بنائے۔ آمین

(والدہ محمد اسلم ناصر ۷۶ کوارٹرز تحریک جدید ربوہ)

- اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے خاکسار کی بچی عزیزہ فرزانہ روحی اہلیہ شیخ بشیر احمد صاحب کو مورخہ ۲۴/۳/۸۴ دوسرا فرزند عطا فرمایا ہے۔ الحمد للہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچے کا نام اعجاز احمد تجویز فرمایا ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ زچہ و بچہ کو صحت و سلامتی و عمر دراز عطا کرے۔ دونوں بچے والدین کے لئے قرۃ العین ثابت ہوں۔ آمین

حکیم خورشید احمد صدر عمومی ربوہ)

پردہ کی غرض

"اسلام نے جو یہ حکم دیا ہے کہ مرد عورت سے اور عورت مرد سے پردہ کرے اس سے غرض یہ ہے کہ نفسِ انسانی پھسلنے اور ٹھوکر کھانے کی حد سے بچا رہے کیونکہ ابتداء میں اس کی یہی حالت ہوتی ہے کہ وہ بدیوں کی طرف جھکا پڑتا ہے اور ذرا سی بھی تحریک ہو تو بدی پر ایسے گرتا ہے جیسے کئی دنوں کا بھوکا آدمی کسی لذیذ کھانے پر۔"

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۱۳۶)

پبلشر: مسعود احمد۔ پرنٹر: سید عبدالحی۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ۔ مقام اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ۔ قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۳۰ جمادی الثانی ۱۴۰۴ھ

۳ شہادت ۱۳۶۳ ہش

ہماری کامیابی نفس کی لاغری پر منحصر ہے

اِس آخری زمانہ میں اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کی ذمہ داری ہمارے کمزور کندھوں پر ڈالی گئی ہے۔ غلبۂ اسلام کی اس اہم اور عظیم الشان مہم میں ہمارا مقابلہ دنیا میں پائے جانے والے تمام مذاہب اور ان کے کروڑوں کروڑ پیروکاروں سے ہے۔ ظاہر ہے کہ نہ ہمارے پاس اتنی طاقت ہے کہ ہم تمام مذاہب اور ان کے کروڑوں کروڑ پیروؤں کا مقابلہ کر سکیں۔ نہ ہمارے پاس دولت ہے نہ دیگر وسائل جن کی دوسروں کے پاس بہتات ہے۔ البتہ ہمارے پاس ایک چیز ایسی ہے جو دوسروں کے پاس نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے وہ چیز صرف اور صرف ہمیں ہی عطا کی ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت۔

تائید و نصرت الٰہی ان لوگوں کو ہی میسر آتی ہے اور ان کے ہی شامل حال ہوتی ہے جو اپنے نفس سے دستکش ہو کر ہمہ تن خدا ہی کے ہو جاتے ہیں۔ ان کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا الغرض ان کا جینا اور ان کا مرنا خدا ہی کے لئے ہوتا ہے۔ وہ اپنے نفس پر موت وارد کر کے اپنے رب سے ایک نئی زندگی حاصل کرتے ہیں اور یہ نئی زندگی ہی خدا تعالیٰ کی نصرت کو جذب کر کے انہیں غلبۂ حق کے مقصد میں کامیابی سے ہمکنار کرنے کا موجب بنتی ہے۔ نفس کی فربہی ایسی روحانی بیماری ہے جو لوگوں کو خدا تعالیٰ سے دور کر کے انہیں اس کی تائید و نصرت سے محروم کر کے رکھ دیتی ہے۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نفس کی فربہی سے بچنے ہی کی تلقین نہیں کی ہے بلکہ نفس کو اس درجہ لاغر کرنے کا حکم دیا ہے کہ وہ سوئی کے ناکہ میں سے گزر سکے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نفس کو کمزور اور لاغر بنانے کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ اسْتَکْبَرُوْا عَنْھَا لَا تُفَتَّحُ لَھُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ ط وَ کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ ○

(الاعراف آیت ۴۱)

ترجمہ:۔ وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے اور تکبر کر کے ان سے اعراض کیا ہے ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے (یعنی خدائی نصرت کے وہ کبھی مورد نہیں بن سکیں گے۔) اور وہ (کامیابی کی) جنت میں داخل نہیں ہوں گے یہاں تک کہ (نفس کا اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل ہو۔ اور ہم مجرموں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔

اِس آیت سے ظاہر ہے کہ نفس کی فربہی انسان کو خدائی نصرت سے محروم کر کے رکھ دیتی ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے مورد بننا اور کامیابیوں کی جنت میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے نفس کو اس درجہ لاغر بنائیں کہ وہ سوئی کے ناکہ میں سے گزر سکے۔

چونکہ اِس زمانہ میں اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کی ذمہ داری ہمارے کندھوں پر ڈالی گئی ہے اور چونکہ ہم خدائی تائید و نصرت کو جذب کئے بغیر اس عظیم مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ہمارے لئے یہ امر ناگزیر ہے کہ ہم نفس کی فربہی سے بچیں اور نفس کو اس درجہ ماریں اور کچلیں کہ وہ کمزور سے کمزور تر ہوتا چلا جائے۔ تا ہماری روحانیت قوی ہو اور خدا کے ساتھ ہمارا تعلق مضبوط ہو۔ یہی وہ طریق ہے جس پر عمل پیرا ہو کر ہم خدائی تائید و نصرت کے مورد بن سکتے ہیں اسی لئے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:۔

ولا تکونوا من الذین علی الدنیا یتمایلون ولا تموتوا الا وانتم مسلمون۔ انّی اخترت للّٰہ موتاً فاختاروا لہ وَصَبا۔ وانّی قبلتُ لہ ذبحًا فاقبلوا لہ نصبا۔ واعلموا انّکم تُفلحون بالصدق والاخلاص والاتقاء لا بالاقوال فقط یا ذوی الدّھاء۔ وانّ الفَلَاحَ منوطٌ بسقوطکم کُلَّ المناط۔ ولن تدخلوا الجنّۃ حتّٰی تلجوا فی سَمّ الخیاط۔ فامتحضوا حزمکم للتقاۃ واختبطوا لارضاء ربّکم فی زوایا الحجرات و الفلوات"

(مواھب الرحمٰن صفحہ ۱۰۶)

ترجمہ:۔ اور ان لوگوں میں سے نہ ہو جو دنیا پر جھک جاتے ہیں اور نہ تم مرو مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔ میں نے تو اللہ کے لئے موت پسند کی ہے تم اس کے لئے بیماری ہی پسند کرو۔ میں نے اس کے لئے ذبح ہونا قبول کیا ہے تم رنج ہی قبول کرو اور یاد رکھو کہ تم صدق اور اخلاص اور تقویٰ کے ساتھ کامیاب ہو گے نہ کہ محض باتوں کے ساتھ۔ اور اے دانشمندو! کامیابی بہرحال تمہاری لاغری پر منحصر ہے اور تم ہرگز جنت میں داخل نہیں ہو گے یہاں تک کہ تم سوئی کے ناکہ میں سے گزر جاؤ۔ پس تم اپنی احتیاط کو تقویٰ کے لئے خالص کرو اور پوری ہمت سے ہاتھ پاؤں مارو۔ اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے کوٹھریوں کے کونوں میں اور جنگلوں میں جا کر دعاؤں میں خوب محنت کرو۔"

حقیقت یہی ہے کہ ہم اپنے نفس کو جس قدر لاغر بنائیں گے۔ اتنے ہی زیادہ روحانی طور پر ہم قوی ہوں گے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ ہمارا تعلق مضبوط ہوگا اور جتنا زیادہ خدا کے ساتھ ہمارا تعلق مضبوط ہوگا اتنا ہی زیادہ ہم اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے مورد بنیں گے۔ اور جتنے زیادہ ہم اس کی تائید و نصرت کے مورد بنیں گے اتنی ہی تیزی اور برق رفتاری سے اسلام دنیا میں غالب آئے گا۔

زکوٰۃ جلد ادا کرنے کی فضیلت

صحابہ کرامؓ قربانی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے اور صاحب نصاب تو اس بات کے منتظر رہتے تھے کہ ان کے مال پر کب سال ختم ہو کہ وہ اپنی ذمگی زکوٰۃ ادا کریں بلکہ بعض اصحابؓ تو سال پورا ہونے کا بھی انتظار نہیں کرتے تھے اور سال گزرنے سے پہلے ہی زکوٰۃ ادا کر دیتے تھے۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضرت عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا زکوٰۃ کی ادائیگی اس کے واجب ہونے سے قبل ہی کی جا سکتی ہے؟ تو آپ نے ان کو اجازت دے دی۔ (ابو داؤد، ترمذی)

(ناظر بیت المال آمد ربوہ)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ ذوقِ شاعری پر ایک نظر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

(مکرم محمود احمد اشرف صاحب ابن مکرم محمد شفیع اشرف صاحب ناظر امور عامہ ربوہ)

(قسط آخری)

قرآن کریم سے محبت

محبت الٰہی اور عشق رسولؐ کے بعد قرآنِ کریم سے محبت آپ کی سیرت کا ایک نمایاں پہلو ہے۔ کلام اللہ سے محبت آپ کی زندگی کا جزو تھا۔ درحقیقت آپ کے وجود کے ذریعہ از سرِ نو دنیا پر کلام الٰہی کا مرتبہ ظاہر ہوا۔ اور آپ ہی وہ وجود ہیں جنہوں نے پہلی بار مدح قرآنِ کریم کو اپنی نظم کا موضوع بنایا۔

فرماتے ہیں:۔

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے۔
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں ملتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے
بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

فارسی کلام میں آپ فرماتے ہیں۔

صد بار رقص ہا کنم از خرمی اگر
بینم کہ حسن و دلکش فرقاں نہاں نماند
بگذار دردِ مثنوی و شغل شعر و غزل
این خود چہ چیز ہست اگر قدرِ آں نماند
اے بے خبر بخدمت فرقاں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

یعنی میں خوشی کے مارے سینکڑوں بار رقص کروں اگر یہ دیکھ لوں کہ قرآن کا دلکش جمال پوشیدہ نہیں رہا۔ مثنوی کا درد اور شعر و غزل کے مشغلہ کو چھوڑو یہ چیزیں کیا حقیقت رکھتی ہیں اگر قرآن کی ہی قدر نہ ہو۔ اور اے بے خبر انسان خدمتِ قرآن کے لیے کمر باندھ لے قبل اس کے کہ یہ آواز آئے کہ فلاں شخص اس جہاں سے رخصت ہو گیا۔

دین اسلام کا درد

اسلام کی نشاۃ ثانیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد سے وابستہ تھی۔ وہ زمانہ جس میں آپ تشریف لائے عیسائیت کے عروج اور اسلام کی زبوں حالی کا زمانہ تھا۔ قریب تھا کہ اسلام کا جنازہ بھی دنیا سے اٹھ جاتا مگر عین وقت پر اسلام کا یہ جرنیل فتح کا جھنڈا لے کر میدان کارزار میں اترا اور پھر اسلام کی زمین ایک نئی زمین اور اس کا آسمان ایک نیا آسمان بن گیا۔ آپ کے دل میں دینِ اسلام کی حالتِ زار کا جو درد تھا اس کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

دیں کے غموں نے مارا اب دل ہے پارہ پارہ
دلبر کا ہے سہارا ورنہ فنا یہی ہے
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفےٰ
مجھ کو گلا ہے میرے سلطان کامیاب و کامگار

حضور علیہ السلام کے ایک ساتھی حضرت میاں فتح دین روایت کرتے ہیں کہ

"ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ آدھی رات کے قریب حضرت صاحب بہت بیقراری سے تڑپ رہے ہیں اور ایک کونہ سے دوسرے کونہ کی طرف تڑپتے ہوئے چلے جاتے ہیں جیسے کہ ماہی بے آب تڑپتی ہے یا کوئی مریض شدتِ درد کی وجہ سے تڑپ رہا ہوتا ہے۔ میں اس حالت کو دیکھ کر سخت ڈر گیا اور بہت فکر مند ہوا اور دل میں کچھ ایسا خوف طاری ہوا کہ اس وقت میں پریشانی میں ہی مبہوت لیٹا رہا یہاں تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ حالت جاتی رہی صبح میں نے اس واقعہ کا حضور علیہ السلام سے ذکر کیا کہ رات میری آنکھوں نے اس قسم کا نظارہ دیکھا ہے۔ کیا حضور کو کوئی تکلیف تھی۔ یا دردِ گردہ وغیرہ کا دورہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا میاں فتح دین کیا تم اس وقت جاگتے تھے؟ اصل بات یہ ہے کہ جس وقت ہمیں اسلام کی مہم یاد آتی ہے اور جو جو مصیبتیں اس وقت اسلام پر آ رہی ہیں ان کا خیال آتا ہے تو ہماری طبیعت سخت بے چین ہو جاتی ہے۔ اور یہ اسلام ہی کا درد ہے جو ہمیں اس طرح بے قرار کر دیتا ہے۔"

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ ۲۹)

حضور نے اپنی اس تڑپ کا اظہار جا بجا اپنے منظوم کلام میں فرمایا ہے۔

حضور فرماتے ہیں:۔

دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے
اے میرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بیقرار
کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے
خاک میں ہوگا یہ سر گر تو نہ آ بن کے یار
میرے زخموں پر نگا مرہم کہ میں رنجور ہوں
میری فریادوں کو سن میں ہو گیا زار و نزار
ایک عالم مر گیا ہے تیرے پانی کے بغیر
پھیر دے اب میرے مولیٰ اس طرف دریا کی دھار
ان غموں سے دوستو خم ہو گئی میری کمر
میں تو مر جاتا اگر ہوتا نہ فضلِ کردگار

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو مقام مسیحیت عطا کیا گیا اور زمین و آسمان سے آپ کے لیے نشان دکھائے تو آپ نے ببانگ دہل اعلان فرمایا:۔

اسمع صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار
میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار
قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں گیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

اسلام کے خزاں رسیدہ چمن پر بہار کے دن آئے تو آپ نے خوشخبری دی۔

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگاہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار
باغ میں ملت کے ہے کوئی گل رعنا کھلا
آ رہی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار
آسماں پر دعوتِ حق کے لیے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار

حضرت اقدس کے منظوم کلام کا خصوصی اور انفرادی امتیاز اس کی اعلیٰ درجہ کی مقصدیت ہے اور یہی چیز آپ کے کلام کو روایتی شاعری سے بالکل الگ ایک خاص عظمت کے ساتھ نمایاں کرتی ہے۔ آیئے اب اس مقدس کلام کی بعض دوسری خصوصیات پر نظر ڈالیں۔ ہم دیکھیں گے کہ ان تمام خصوصیات کا تعلق صداقت سے ہے۔

حضور کے منظوم کلام کی دوسری بڑی خصوصیت وحدتِ فکر ہے۔ شاعری افکار کی بھول بھلیوں اور فکر و نظر کے صحراؤں کی خاک چھاننے کا نام ہے لیکن آپ کا کلام ایک سیدھے، واضح اور متعین راستہ کے سفر کی طرح ہے ایک ایسا راستہ جس پر بھٹکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ جیسے جیسے کوئی مسافر آگے بڑھتا ہے امید اور عزم و ہمت کے چراغ دل و نظر میں روشن ہوتے جاتے ہیں۔ اور لمحہ بھر کو بھی یہ احساس نہیں ہوتا کہ ایک قدم بھی بے مقصد اٹھا ہے۔ حضرت اقدس کی تمام زندگی عبودیت سے عبارت تھی۔ اللہ اور اس کی مخلوق سے محبت آپ کو رحمۃ للعالمین کے ظلِ کامل ہونے کے ناطے سے ملی تھی۔ آپ کا جینا مرنا فقط رضائے الٰہی کے لیے تھا اسی ایک رنگ میں آپ رنگین تھے۔ یہی ایک خوشبو تھی جس سے آپ کا وجود مہکتا تھا۔ یہی بنیادی بات تھی کہ آپ کے فکر و نظر اور قول و فعل میں مکمل ہم آہنگی اور وحدت تھی ایک ہی مقصد اور ایک ہی آرزو ہر راہ اور ہر موڑ پر کارفرما نظر آتی ہے۔ جبکہ عام شعراء کے ہاں فکری انتشار نظر آتا ہے۔ اور عام طور پر ایک بات دوسری کی تردید کرتی نظر آتی ہے مگر حضرت اقدس کا منظوم کلام یہ اعجاز اپنے اندر لیے ہوئے ہے کہ اس کا ہر شعر دوسرے کا مؤید و مصدق ہے۔

حضور کے منظوم کلام کی ایک اور خصوصیت اس کی بے ساختگی اور روانی ہے۔ آپ کا قریباً تمام منظوم کلام نظم پر مشتمل ہے اور نظم کی بڑی خصوصیت تسلسلِ مضمون اور اس کا رواں ہونا ہی ہے۔ نیز یہ کہ حضور علیہ السلام نے قریباً سبھی نظمیں نثری کلام کے تسلسل میں لکھیں ہیں جن سے جاری مضمون کی بے انتہا دلکشی اور نہایت پُر اثر وضاحت ہوتی ہے اور اور بلاشبہ یہ ایک بالکل منفرد بات ہے۔ اس ضمن میں حضور کی نظم جس کا مطلع ہے

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے میرے پیارے میرے محسن میرے پروردگار

کا ذکر ناگزیر ہے۔ چار سو ۵۷ اشعار پر مبنی یہ نظم اردو ادب کی طویل ترین نظموں میں سے ایک ہے۔ ایسی بے ساختہ مقصدیت سے بھرپور، سوز و گداز سے پُر اور رواں نظم ہے جس کو ادب و علم اور مذہب کے ہر معیار پر جانچا جا سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس نظم کا درد اور سچائی کسی بھی صاحبِ دل پر صداقتِ مسیح موعودؑ کے آشکار کرنے کے لیے کافی ہے۔

کلام کی شان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پُر شوکت اور بلند آہنگ ہے۔ آپ کا کلام ایک ایسے صاف اور شفاف شیشہ کی مانند ہے جس میں آپ کی شخصیت منعکس ہوتی نظر آتی ہے۔ کفر و باطل کے لیے آپ ننگی تلوار سے بڑھ کر تھے آپ نے فقط اسلام کا دفاع ہی نہیں کیا بلکہ کفر پر ایسی کاری ضربیں لگائیں کہ اسے ہمیشہ کی نیند سلا دیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صف دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے
آپ کے ہاتھ کے پیچھے خود خدا کا ہاتھ تھا
آپ کی عظمت و شکوہ اور آپ کا جلال
و جمال درحقیقت خدائی نشان تھا۔ ملاحظہ
کیجیے کہ ایک ایسا شخص کہ ساری دنیا جس کی
دشمن بن چکی ہے کس بے خوفی اور جرأت اور
یقین سے کہتا ہے۔

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار
اک شجر ہوں جس کو داؤدی صفت کے پھول لگے
میں ہوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار
میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

سچائی گہرائی پاکیزگی

حضور کے کلام کا ایک اور حسن اس کی سادگی اور بے تکلفی ہے۔ کسی ایک مقام پر بھی یہ احساس نہیں ہوتا کہ کسی واقعہ کو بیان کرنے میں تصنع یا تکلف سے کام لیا گیا ہے بلکہ ہر بات نہایت ہی مناسبِ حال متوازن انداز میں بے ساختگی اور بے تکلفی سے کہی گئی ہے۔ شعراء کے ہاں آسان اور صاف بات کو مشکل اور پیچ دار بنا کر پیش کرنا گویا شاعری کا کمال سمجھا جاتا ہے اور ممکن ہے کہ یہ شاعری کی معراج ہو بھی! مگر یہ منظوم مقدس کلام کسی رنگ میں بھی اس انداز کا حامل نہیں بلکہ فقط سچائی، گہرائی اور پاکیزگی سے آراستہ صداقتوں کا بے ساختہ اظہار ہے۔ دراصل جہاں جہاں شاعری طبعی اور فطری حالتوں سے انحراف کرتی ہے وہی مقام ہے جہاں حضرت اقدس کا منظوم کلام بالکل الگ تھلگ منفرد اور حقیقی شان کے ساتھ نظر آتا ہے۔

آؤ عیسائیو ادھر آؤ۔
نورِ حق دیکھو راہِ حق پاؤ
جس قدر خوبیاں ہیں قرآں میں
کہیں انجیل میں تو دکھلاؤ
سر پہ خالق ہے اس کو یاد کرو
یونہی مخلوق کو نہ بہکاؤ
کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو
کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ
عیش دنیا سدا نہیں پیارو
اس جہاں کو بقا نہیں پیارو
یہ تو رہنے کی جا نہیں پیارو
کوئی اس میں رہا نہیں پیارو

ان سب خصوصیات کے ساتھ ساتھ حضور کا کلام ظاہری فصاحت و بلاغت اور حسن و خوبصورتی کا بھی ایک دلکش نمونہ ہے۔ ایک دل گداز اور نہایت خوبصورت نظم کے چند اشعار ملاحظہ کیجیے۔

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اسمیں جمالِ یار کا
اس بہارِ حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا
تو نے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اس سے ہے شور محبت عاشقانِ زار کا
چشمِ مستِ ہر حسیں بردم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا
ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز
جس سے کٹ جاتا ہے جھگڑا سب غمِ اغیار کا
شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانۂ مجنوں وار کا

غرضیکہ حسن و دلکشی، سادگی، پاکیزگی فصاحت، گہرائی تاثر اور وحدت فکر کے حامل دلوں میں اتر جانے والے اشعار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام ہیں اور یہ سب محاسن اس کے حقیقت کے باوصف ہیں کہ

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس دھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

قرارداد تعزیت

بر وفات مکرم و محترم سید رشید طارق صاحب ابن سید سعید خالد صاحب مرحوم سابق قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی و قائد علاقہ اندرون سندھ

مورخہ ۲ امان ۱۳۶۳ھش بمطابق ۲ مارچ ۱۹۸۴ء

مورخہ ۶ مارچ ۱۹۸۴ء بروز منگل بعد نماز مغرب دفتر مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی میں قائدین مجالس مقامی اور ناظمین کرام ضلع کا ایک مشترکہ اجلاس عاملہ زیر صدارت مکرم و محترم جناب امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی منعقد ہوا جس میں مکرمی و محترمی سید رشید طارق صاحب سابق قائد ضلع کراچی اور حال قائد علاقہ اندرون سندھ کی اچانک وفات (بوجہ عارضہ قلب) پر دلی رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مکرم سید رشید طارق صاحب کی اچانک وفات نہ صرف مجلس خدام الاحمدیہ کراچی بلکہ جماعت احمدیہ کراچی کے لئے ایک عظیم صدمہ ہے۔ مرحوم کو ایک لمبے عرصہ تک خدام الاحمدیہ کراچی میں مختلف عہدوں پر کام کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔

آپ نے بطور نگران اور ناظم عمومی از ۱۹۷۴ء تا ۱۹۷۵ء اپنے فرائض نہایت خوش اسلوبی سے ادا کئے۔ اور نومبر ۱۹۷۵ء میں نائب قائد ضلع اور محاسب مقرر کئے گئے۔ فروری ۱۹۷۶ء سے لے کر نومبر ۱۹۷۱ء تک بطور قائد ضلع کراچی خدمات انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد محترم صدر صاحب مرکزیہ نے آپ کو بطور قائد علاقہ اندرون سندھ مقرر کیا اور آخری وقت تک وہ اس عہدہ پر اپنے فرائض اور خدمات انجام دیتے رہے۔ نیز وہ جولائی ۱۹۸۲ء سے حلقہ صدر کراچی کے نائب پریذیڈنٹ اور جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے بھی کام کر رہے تھے۔

مرحوم خلافت کے ساتھ بہت گہری عقیدت اور محبت رکھتے تھے چنانچہ باقاعدگی سے خلیفۂ وقت کی خدمتِ اقدس میں دعائیہ خطوط لکھتے رہتے تھے مقامی جماعت کے امیر صاحب کے ساتھ بھی ان کو بہت قرب حاصل تھا۔ جماعت کے کام کے لئے آپ نے ہر وقت لبیک کہا اور اپنی ذاتی مصروفیات کو ہمیشہ پس پشت ڈالا۔

محترم سید رشید طارق صاحب کو خدا تعالیٰ نے کسرِ صلیب کانفرنس لنڈن اور سپین کی مسجد بشارت کی افتتاحی تقریب میں بھی شرکت کی سعادت بخشی۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو اعلیٰ انتظامی صلاحیتیں ودیعت کی تھیں۔ مگر آپ کی زندگی نے ساتھ نہ دیا۔ اور قضاءِ الٰہی سے اس دارِ فانی سے ۳۵ سال کی عمر میں اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شفقتِ خاص سے آپ کی تدفین مرکز احمدیت ربوہ میں قبرستان کے شہداء قطعہ میں عمل میں آئی۔

ہم سب قائدین خدام الاحمدیہ کراچی و اراکین عاملہ خدام الاحمدیہ ضلع کراچی خدا تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ ہمارے مرحوم بھائی سید رشید طارق صاحب کو اپنے فضل سے جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین ثم آمین۔ اور ان کی والدہ ماجدہ کو صبر جمیل عطا کرے نیز اُن کی سب بہنوں اور چھوٹے بھائی مکرم حمید احمد طارق صاحب و دیگر پسماندگان کو بھی صبر جمیل بخشے۔ آمین ثم آمین۔

(ہم ہیں سوگواران قائدین خدام الاحمدیہ کراچی اور اراکین عاملہ ضلع کراچی)

چندہ وقفِ جدید اور ناصرات

وقفِ جدید کا چندہ اطفال کے چندہ سے الگ شعبہ ناصرات لکھ کر دفتر وقفِ جدید کو بھجوایا کریں۔

(سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ)

ضروری اعلان

موسم بہار کی تعطیلات کے بعد میٹرک کی وہ طالبات جو امتحان دے چکی ہیں۔ ان کے لئے نصرت انڈسٹریل سکول ربوہ میں برائے ووکیشنل ڈپلومہ کورس کا داخلہ جاری ہے۔ ایسی طالبات جو سلائی کڑھائی نٹنگ، پینٹنگ کا شوق رکھتی ہیں وہ جلد از جلد داخلے کے لئے تشریف لے آئیں۔

(ہیڈ مسٹریس نصرت انڈسٹریل سکول ربوہ)

دعائے مغفرت

مکرم بشیر احمد صاحب رفیق ایڈیشنل وکیل التصنیف تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی خالہ صاحبہ محترمہ صالحہ بیگم اہلیہ محترم رستم خان صاحب خٹک شہید آف جلوزئی ضلع پشاور راولپنڈی میں بقضائے الٰہی انتقال فرما گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ حضرت مولوی محمد الیاس خاں صاحب آف منٹونگ کی صاحبزادی تھیں نہایت دلیر اور بہادر خاتون تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا عبدالحمید خٹک اور پانچ صاحبزادیاں جو سب خدا تعالیٰ کے فضل سے شادی شدہ ہیں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ خاکسار کے چھوٹے بھائی نذیر احمد صاحب ان کے داماد ہیں۔ احباب سے مرحومہ موصوفہ کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

واقفِ زندگی فریضہ کی ادائیگی کے لیے پاکستان سے سپین گئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سپین میں وقفِ عارضی کی رُوداد

مکرم نعیم احمد شاہ صاحب ۔ شاہ میڈیکو ۔ ربوہ

مسجد بشارت

کی افتتاحی تقریب کے موقع پر اہلِ سپین نے انتہائی ذوق و شوق سے ہماری خوشیوں میں شریک ہو کر اپنے دلی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے دنیا کو بتا دیا کہ اسلام کے لیے انہوں نے اپنے دروازے کھول دیئے ہیں۔ ہوٹلوں میں رہائش کے دوران، بازاروں میں خرید و فروخت کے وقت، سفر میں جہاں کہیں ان کے ساتھ واسطہ پڑا تو انہوں نے ہمیں بہت متاثر کیا۔ یہاں تک کہ اس قوم کے نونہالوں کی اپنائیت کا انداز بھی نرالا تھا۔ انہوں نے اپنی محبت کے اظہار کے لیے یہ ڈھنگ نکالا کہ احمدیوں کو دیکھ کر "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ" کہتے ۔ یہ خدا کی شان ہے کہ ایک وقت میں جہاں سے مسلمانوں کو انتہائی نفرت سے نکالا گیا تھا۔ آج انتہائی گرمجوشی سے ان کا استقبال ہو رہا تھا۔ حضور اقدس ایدہ اللہ نے ایک موقع پر اس قوم کے متعلق فرمایا:۔

"انتہائی اعلیٰ اخلاق اور انکساری کے ساتھ اور مہمان نوازی کی ایسی اعلیٰ روایات کے ساتھ جو اسلام کے شایانِ شان ہیں وہ ہمارا استقبال کرتی اور ہر جگہ ہمیں خوش آمدید کہتی۔"

عظیم الشان انقلاب کی خبر

اس عظیم الشان انقلاب کی خبر جو یہاں پیدا ہوا ہے بہت پہلے خدائے علیم و خبیر نے اپنے ایک محبوب بندے کو دی تھی اور انہوں نے فرمایا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے سچے خادم منتظر ہیں۔ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے گی۔ وہ پروانوں کی طرح اس ملک میں داخل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے نور کو وہاں پھیلائیں گے۔

(ارشاد سیدنا حضرت مصلح موعودؓ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۴۴ء)

اب انتظار کی گھڑیاں ختم ہو چکی ہیں اور ہمارے پیارے موجودہ مقدس و مطہر امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وہ آواز سن کر وقفِ عارضی کی سکیم کے تحت اس ملک کو روحانی طور پر فتح کرنے کے لیے ہمیں پکارا ہے۔ کتنے خوش نصیب ہوں گے وہ جو ارضِ سپین کی فتح کے لیے اپنا نام پیش کر کے اسلام کی فتح نصیب فوج میں شامل ہوں گے۔

آپ نے فرمایا کہ:۔

"تحریک جدید اندلس کے علاقے واقفین کی تعداد معلوم کر کے تقسیم کر دے کہ یہ حصہ جرمنی کے سپرد ہے یہ حصہ سوئٹزرلینڈ کے سپرد ہے۔ یہ ڈنمارک کے، یہ ناروے کے، یہ سویڈن کے، یہ فرانس اور اسی طرح فلاں حصہ انگلستان کے سپرد ہے تو سپین میں بہت جلد اسلام پھیل سکتا ہے۔ نقشے کے اوپر معین کر دیا جائے کہ ہم آپکو یہ قلعے دیتے ہیں آپ نے سر کرنے ہیں۔ اور مقابلہ ہو گا کہ کون ملک پہلے وہاں اسلام کا جھنڈا گاڑتا ہے۔"

چنانچہ خاکسار نے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی عطا ہونے والی توفیق کے نتیجے میں ایک ماہ سپین میں رہ کر وقفِ عارضی کیا۔

سورج کا ساحل، پاکستان کے حصے میں

اس الٰہی سکیم کے تحت پاکستان کے حصے میں جو علاقہ آیا ہے وہ سپین کا نہایت خوبصورت علاقہ ہے۔ یہ جگہ سیاحوں کی توجہ کا مرکز ہے۔ ساحلِ سمندر کے ساتھ واقع ہے اور ایک اہم تاریخی بندرگاہ ہے جو "کوستا دل سول" (Costa D el Sol) یعنی "سورج کا ساحل" کے نام سے مشہور ہے۔ اس علاقہ کو آجکل مالگا (Malaga) بھی کہتے ہیں جو انٹرنیشنل ایئرپورٹ ہے اور جس کو اسلامی اندلس کے دور میں "مالقہ" یا "مالقہ" بھی کہتے تھے۔

مشنری انچارج محترم میر محمود احمد صاحب کی ہدایات کے مطابق میں نے اپنا عرصۂ وقف ایک ماہ اسی جگہ پر گزارا۔ پہلے روز نقشہ کی مدد سے ساحلِ سمندر کے ساتھ ساتھ مشرقی حصہ کی طرف ۶ کلومیٹر دور تک پیدل چلتا گیا۔ لٹریچر میرے پاس تھا۔ جو میں نے تقسیم کیا اور دوپہر کو واپس اپنی قیام گاہ پر پہنچا۔ پھر پچھلے پہر بھی لٹریچر تقسیم کیا۔ ایک ہفتہ کے اندر اندر اس علاقہ کی کافی واقفیت ہو گئی۔ چنانچہ گھروں اور دکانوں پر تاریخی مقامات، اور پارکوں میں جا کر لٹریچر تقسیم کرتا رہا۔

"الحمراء" انسٹی ٹیوٹ میں داخلہ

ابتداء میں خاکسار کا قیام ایک ہوٹل میں تھا۔ شروع سے ہی ہوٹل کا ماحول مجھے پسند نہیں تھا دوسرے ہفتہ رہائش کے لیے مجھے ہوٹل کی نسبت بہت اچھی جگہ ایک انسٹی ٹیوٹ کے ذریعہ مل جہاں غیر ملکیوں کو سپینش سکھائی جاتی تھی۔ اس کا خرچ بھی کم تھا۔ اور وہاں بے تکلفی کا ایک ماحول طلباء اور لیکچرز کے ساتھ پیدا کر سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے اس میں تین ہفتہ کا ایک سپینش زبان کا کورس بھی کیا۔ اور اس رابطہ کی وجہ سے وہاں راہ و رسم پیدا کر کے اسلام کی تبلیغ کرتا رہا۔ جس کے نتیجہ میں چھ سپینش ایک امریکن، ۲ آسٹروی اور ۲ ڈینش دوستوں نے اسلام اور احمدیت کی تعلیم سے خاص طور پر استفادہ کیا۔ اور رابطہ قائم رکھنے کے لیے اپنے ایڈریس دیئے۔ ایک نئے سپینش دوست نے اپنا ٹیلیفون نمبر بھی مجھے دیا اور تاکید کی کہ کسی بھی مدد کی ضرورت پڑے تو بلا تکلف اسے بلا لوں۔

وقفِ عارضی کے پہلے ہفتہ مشرقی حصہ میں دوسرے ہفتہ شمالی حصہ میں تیسرے ہفتہ شہر کے مغربی حصہ میں اور آخر میں جنوب مغربی حصہ میں لٹریچر تقسیم کیا۔ یہ سارا علاقہ ۴۰ کلومیٹر لمبا اور تقریباً چھ کلومیٹر چوڑا ہے۔ جنوب میں سمندر اور باقی تین اطراف سے چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں نے شہر کو گھیرا ہوا ہے۔ شہر کے وسط میں شمالاً جنوباً ایک چھوٹا سا دریا ہے جو شہر کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے لیکن اس میں پانی کا نام و نشان نہیں تھا۔ شاید کبھی بارشوں کے موسم میں ہو تو ہو۔ مجھے اس کی وجہ سے راستہ تلاش کرنے میں کافی آسانی رہتی۔ اس شہر کے مکینوں کو بہت ملنسار، زندہ دل، حساس اور ہمدردی رکھنے والا پایا اور اپنے مذہب سے انہیں کوئی دلچسپی نہیں۔ لیکن حق کو قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع

اکثر لوگ توحید کا اقرار کر لیتے اور کہتے کہ بس اس اونیکو (unico Dios) یعنی "خدا ایک ہے"۔ کسی نے بھی تثلیث کی معقولیت کا ذکر نہیں کیا۔ نوجوان اسلام کی تعلیم سے جلد متاثر ہوتے تھے۔

مسلمان بھائیوں سے بھی ملنے کا اتفاق ہوا جو زیادہ تر مراکش کے رہنے والے ہیں اور کچھ دیگر مسلم ممالک سے آکر یہاں آباد ہو گئے ہیں۔

ایک دفعہ ایک مراکشی نوجوان اور اس کی والدہ سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ تمہارے پاس قرآن کریم کا سپینش ترجمہ ہے۔ انہوں نے مجھے سپینش ترجمہ والا بغیر عربی متن کے قرآن کریم دکھایا۔ کیونکہ وہاں عربی متن کے ساتھ قرآن کریم کا ترجمہ نہیں ملتا۔ اس کا حل انہوں نے یہ نکالا ہے کہ ساتھ قرآن کریم بلا ترجمہ بھی رکھتے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا تمہیں عربی آتی ہے تو اس نوجوان کی والدہ نے بتایا کہ وہ عربی جانتی ہیں۔ تو میں نے

یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ والی آیت کا ترجمہ دریافت کیا۔ تو اس نے کہا کہ اس کے معنے "مُریر" (MORIR) یعنی "موت" درست ہیں۔ میرے پاس امریکہ کا شائع شدہ سپینش ترجمہ ہے جس میں یہی ترجمہ کیا گیا ہے چنانچہ اس بات پر وہ متفق ہو گئے کہ قرآن کریم کی رُو سے عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پا چکے ہیں۔

محبت اور اپنائیت کے نظارے

شروع شروع کی بات ہے جب وہاں دوستوں سے تعارف نہیں تھا اور ناواقفیت تھی۔ اجنبیت کے احساس کی وجہ سے میں خاموش سر جھکائے چلا جا رہا تھا۔ کہ اچانک "اولا! اولا!!" (HOLA, HOLA) کی آواز نے مجھے چونکا دیا۔ سر اٹھا کر دیکھا تو ایک ننھا منا معصوم بچہ ہاتھ ہلا ہلا کر مجھے متوجہ کر رہا تھا اپنائیت کی اس پیاری ادا نے میری سوچوں کا دھارا بدل دیا۔ اور مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میں اپنے وطن میں، اپنے ہی عزیزوں اور پیاروں کے درمیان رہ رہا ہوں۔ اس وقت وفورِ جذبات سے ایک لفظ بھی میرے منہ سے نہ نکلا۔ صرف ہاتھ اٹھا کر میں نے اس کو سلام کیا۔ اجنبیت اور پردیس کا احساس جاتا رہا۔

ایک دوست کا شکوہ

ایک دفعہ ایک سپینش دوست نے بتایا کہ راستہ میں اس نے مجھے سلام کیا تھا۔ لیکن میں نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس پر میں نے اُن سے معذرت کی اور کہا کہ میں یہاں پر اجنبی ہوں۔ یہ میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ راستے میں مجھے کوئی سلام کرے گا۔ بہر حال ان کا شکوہ بھی اپنائیت سے بھرپور تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الحمراء انسٹی ٹیوٹ میں ہر ہفتہ دو چھٹیاں ہوتیں وہاں ایک صاحب مجھے پوچھنے لگے کہ یہ "ویک اینڈ" تم کہاں گزارو گے؟ میں نے اُسے بتایا کہ قرطبہ میں میرے دوست ہیں۔ ان کے پاس جا رہا ہوں۔ کہنے لگے یہاں مالگا میں تمہارا کوئی دوست نہیں؟ میں نے کہا نہیں۔ تو فوراً میری طرف اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور کہا آج سے میں تمہارا دوست ہوں۔ ان سب واقعات میں ایک پیار کی جھلک نظر آتی ہے جن سے اہلِ سپین کے جذبات کی عکاسی ہوتی ہے۔

جہاں پھول وہاں کانٹے۔

ایک چور چند دن مجھے ایک پنسیون یعنی سرائے میں رہنا پڑا۔ کیونکہ میرا سپینش کورس مکمل ہو چکا تھا۔ اس وجہ سے انسٹی ٹیوٹ والی رہائش چھوڑنی پڑی تھی۔ ایک دن شام کے وقت لٹریچر تقسیم کرنے کے بعد واپس لوٹا تو اپنے کمرہ کو اندر سے بند پایا۔ تھوڑی سی جدوجہد اور حکمتِ عملی سے کام لے کر چور صاحب کو برآمد کیا۔ خدا کا شکر ہے کوئی نقصان نہیں ہوا۔ اور معاملہ رفع دفع ہو گیا۔

ایک ٹھگ ایک بوٹ پالش کرنیوالے صاحب پیچھے پڑ گئے اور بڑی منت سماجت کے ساتھ میرے بوٹ پالش کرنے لگے۔ آخر میں اپنی فیس پاکستانی کرنسی کے حساب سے مبلغ ۹۹ر۹ روپے طلب فرمائے۔ اس موقع پر ایک ہسپانوی دوست نے بروقت مداخلت کر کے اس ٹھگ سے پیچھا چھڑوایا۔ بہر حال ایسے ناپسندیدہ عناصر سے احتیاط لازم ہے۔

یورپی فقیر کہیں کہیں پیشہ ور گداگر بھی دیکھنے میں آئے لیکن یہ لوگ زیادہ پیچھا نہیں کرتے۔ کسی نے کچھ دے دیا تو بہتر۔ نہ دیا تو نہ سہی۔ یعنی خرگدا ہیں۔

دیسی لباس اور پبلسٹی

مالگا میں ان دنوں موسم نسبتاً گرم تھا درجۂ حرارت ۳۰ ڈگری سے کم نہیں ہوا۔ لباس کے معاملہ میں یہ لوگ بہت غیر سنجیدہ ہیں۔ میرا لباس شلوار اور ٹوپی (جناح کیپ) ان کے لیے عجوبہ تھا۔ تاہم میں نے اپنے ملکی لباس کے ذریعے اپنا امتیاز قائم رکھا۔ بہت سے لوگ مجھے اس لباس کی وجہ سے پہچاننے لگے۔ بعض پاکستانی اور انڈین مجھے پہچان کر بڑی محبت سے ملتے۔ میں انہیں بتاتا کہ ہم نے اسلام کے لیے سپین کو پیار اور محبت سے فتح کرنا ہے اور اپنی مسجد اور مشن ہاؤس کا ایڈریس انہیں دیتا۔ اس طرح میرا پاکستانی لباس بھی تعارف اور تبلیغ کا ذریعہ بنا۔

استاد اور شاگرد

ہماری کلاس میں طلباء اور پروفیسر صاحبان ایک دوسرے سے بہت بے تکلف تھے۔ اکثر کلاس کے پیریڈ میں بھی ذاتی سوالات اور دلچسپ باتیں ہوتیں۔ جس سے مقصد یہ ہوتا کہ آپس میں سپینش زبان کی بول چال سے جھجک دور ہو جائے۔ مجھے پوچھا گیا کہ تم سپینش زبان کیوں سیکھ رہے ہو؟

میں نے انہیں بتایا کہ ہمارا مذہب عالمی امن اور بھائی چارے کی تعلیم دیتا ہے۔ لہٰذا اسلام کی تبلیغ کیلئے میں یہ زبان سیکھ رہا ہوں اور ہماری مذہبی زبان عربی تمام زبانوں کی ماں ہے اس لیے مجھے سپینش زبان مشکل نہیں لگی۔

ایک اور سوال

مجھے پوچھا گیا کہ تمہیں ہمارا ملک پسند آیا؟ میں نے انہیں بتایا کہ آپ کے ملک کی آب و ہوا اور لوگوں کے اخلاق بہت عمدہ ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ پھر بھی یہاں آؤں۔

سانگریا پارٹی SANGRIA PARTY

انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے ایک الوداعی پارٹی طالب علموں کو دی گئی جس کا نام سانگریا (Sangria) تھا یعنی وائن پارٹی (WINE PARTY) جیسے ہمارے ہاں ٹی پارٹی کرتے ہیں اس موقع پر میں نے معذرت کی تو ساری کلاس کے سامنے پروفیسر نے کہا کہ تم ضرور شامل ہو گے۔ میں نے انہیں بتایا کہ شراب اور سؤر کا گوشت صحت اور اخلاق پر بُرا اثر ڈالتے ہیں اس لیے ہمارا مذہب جو حق و حکمت پر مبنی رہنما اصول بتاتا ہے ان کی روشنی میں ایسی چیزیں ممنوع قرار دی گئی ہیں۔ خدا کے فضل سے کوئی نہ کوئی موقع کلاس میں بھی پیغام حق پہنچانے کا مل جاتا۔ سبھی ان باتوں میں دلچسپی لیتے جو بھی ٹوٹی پھوٹی زبان بولتا خدا تعالیٰ اس میں اثر پیدا کر دیتا۔ دراصل وہ لوگ اصول پرست ہیں جو بات انہیں سمجھ آجائے اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

ٹیلیویژن اور کھانے کی میز پر

میں نے اپنے کھانے پینے کا انتظام علیحدہ کیا ہوا تھا۔ میں ان لوگوں کے ساتھ کھانے میں شامل نہیں ہوتا تھا۔ لیکن گفتگو کے لیے ان کے پاس کھانے کی میز پر جا بیٹھتا تھا۔ جہاں تبلیغی بات چیت ہوتی رہتی۔

گوشت کے استعمال کے متعلق میں نے انہیں بتایا کہ کسی جاندار کو بغیر اُس کے خالق کی اجازت کے یعنی اس کا نام لیے بغیر ہم ذبح نہیں کرتے لہٰذا وہ گوشت جس پر خدا کا نام نہ لیا گیا ہو اس کا استعمال ہمارے لیے جائز نہیں۔ وہاں میری غذا دودھ۔ انڈا۔ ڈبل روٹی فروٹ اور جوس وغیرہ رہی۔

مچھلی بھی میں استعمال نہیں کرتا تھا البتہ ڈبہ بند مچھلی تیل میں پکی ہوتی ہے اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ اس کے مصالحے میں بھی وائن استعمال ہوتی ہے۔ وہ لوگ مجھے حیران ہو کے پوچھتے کہ آپ گوشت نہیں کھاتے مچھلی نہیں کھاتے۔ شراب نہیں پیتے۔ آپ زندہ کیسے رہتے ہیں؟ میں انہیں کہتا کہ سادہ غذائیں جو میں استعمال کرتا ہوں انسان کو چاق و چوبند رکھتی ہیں۔ اور بیماریوں سے بھی جو پُرخوری اور منشیات کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ محفوظ رکھتی ہیں۔ چنانچہ آپ مجھے دیکھ لیں کہ میں ان چیزوں کے استعمال کے بغیر بھی زندہ ہوں اور خدا کے فضل سے چاق و چوبند ہوں۔

یہ لوگ دن میں پانچ وقت کھانا کھاتے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ کے مذہب میں روزہ بھی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ بہت کم لوگ روزہ رکھتے ہیں۔ اور فروٹ جوس، دودھ۔ کافی سے ہمارا روزہ نہیں ٹوٹتا۔ گوشت کا استعمال منع ہے اگر کوئی روزہ دار روزہ کے دوران گوشت استعمال کرلے تو اسے پادری کو تھوڑا سا جرمانہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اب کچھ عرصہ سے حکومت نے یہ جرمانہ بھی ختم کر دیا ہے۔ اس مذاق پر انہوں نے خوب قہقہے لگائے۔

اسلامی روزہ کے متعلق میں نے انہیں بتایا کہ طلوع فجر سے لیکر غروبِ آفتاب تک کھانا پینا بالکل منع ہوتا ہے۔ اور یہ ہر صحت مند مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ تو بہت حیران ہوئے۔ پھر میں نے بتایا کہ روزہ سے زبردست قوتِ برداشت پیدا ہوتی ہے۔ اور روحانی اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔ روحانیت کی ترقی کے لیے یہ ٹریننگ ضروری ہے۔ نیز خدا کا وجود ایک اعلیٰ اور لطیف ترین روحانی وجود ہے اس لیے بغیر روحانیت حاصل کیے اس سے تعلق ممکن نہیں۔

دن میں پانچ وقت ہم نماز ادا کرتے ہیں۔ جس طرح غذا جسمانی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ اسی طرح یہ عبادت روحانی ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ اور اس کے ذریعہ حقیقی سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

ایک دفعہ ٹیلیویژن پر ماہرین اقتصادیات کی ایک میٹنگ جو میڈرڈ (Madrid) میں ہو رہی تھی اس کا پروگرام پیش کیا جا رہا تھا میں نے ایک ڈینش دوست سے سوال کیا کہ آپ کے ملک کی اقتصادی حالت بہت اچھی ہے اور آپ لوگ اس اہم مسئلہ پر قابو پا چکے ہیں۔ لہٰذا آپ لوگ بڑے اطمینان اور سکون کی زندگی بسر کرتے ہوں گے۔ کیا اب بھی آپ کے ملک میں خودکشیاں ہوتی ہیں۔ اور زندگی پر موت کو ترجیح دی جاتی ہے؟ اس پر انہوں نے اقرار کیا کہ خودکشیاں پہلے سے بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ اور ہمیں سکون حاصل نہیں۔ میں نے اسے جماعتِ احمدیہ کی مثال دی اور بتایا کہ ہماری جماعت میں خودکشی کا کوئی تصور موجود نہیں۔ اور ہم نے اسلام کے اصولوں پر چل کر سکون اور اطمینان کی دولت حاصل کی ہے ہم لوگ مال و دولت کو حقیقی اطمینان اور سکون کا ذریعہ نہیں سمجھتے۔ بلکہ خدا سے تعلق اور اس کی مخلوق کی خدمت کو سکون اور اطمینان حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

۲۵ ستمبر ۱۹۸۳ء کو واپس پاکستان روانگی سے پہلے اپنے سب دوستوں سے الوداعی ملاقات کی اور انہیں ربوہ آنے کی دعوت دی جب انہیں بتایا کہ دنیا میں ہمارا مرکز ہی واحد شہر ہے جہاں ہر آنے والے مہمان کو خواہ وہ سیاحت کی غرض سے آیا ہو یا مذہبی تحقیق کے لیے، رہائش اور کھانے کی سہولت مفت مہیا کی جاتی ہے تو سب نے اس مہمان نوازی اور خدمت پر تالیاں بجا کر اپنی مسرت اور پسندیدگی کا اظہار کیا۔

خدا حافظ (ADIOS)

خواتین سے مصافحہ نہ کرنے کی معذرت چاہی اور انہیں بتایا کہ عورت کی عزت اور وقار کو قائم رکھنے کے لیے اسلام غیر مردوں کو عورتوں سے مصافحہ کی اجازت نہیں دیتا۔

پھر سب نے دوبارہ ملنے کی دعاؤں کے ساتھ مجھے الوداع کیا۔ اور خدا حافظ کہا۔

میں ان کے جذبات اور تاثرات کا نقشہ الفاظ میں نہیں کھینچ سکتا۔ میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اتنے مختصر عرصہ میں ایسا تعلق وہاں قائم ہو جائے گا۔ اب ان دوستوں سے مسلسل رابطہ کی ضرورت ہے۔ ان کے پتہ جات مکرم و محترم سید میر محمود احمد صاحب ناصر کو میں نے لکھ کر دے دیئے تھے۔ اب مسلسل وہاں وقفِ عارضی کے وفود جانے چاہئیں تاکہ پہلا اثر زائل نہ ہو۔ اور انہیں پوری طرح قریب لایا جا سکے۔ ان لوگوں نے ہمارا کردار اور اخلاق اور عمل دیکھنا ہے ہمارا رہن سہن اور تہذیب دیکھ کر ہمیں آزما کر اور پرکھ کر پھر اسلام قبول کرنا ہے اور یہ کام صرف مبلغ کا نہیں۔ مبلغ تو ہماری راہنمائی کے لیے ہیں۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"مبلغ تو ایک جرنیل کے طور پر جاتا ہے ..... ایک جرنیل مہیا کر دینا اور کہنا کہ اب تم اکیلے لڑو اور ہم بیٹھ رہتے ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا سارے احمدیوں کو اپنی ساری طاقتیں استعمال کرنی پڑیں گی"۔

کوئی خیال کر سکتا ہے کہ مجھے تو زبان نہیں آتی اس لیے تبلیغ کیسے ہو گی۔ یہ صرف نفس کا دھوکہ ہے جو لوگ روزگار کے لیے غیر ممالک میں جاتے ہیں اپنے مطلب کی بول چال سیکھ لیتے ہیں۔ سپینش زبان تو بہت آسان ہے کیسٹیں موجود ہیں۔ وہ ربوہ سے بھی حاصل کی جا سکتی ہیں۔ دفتر تبشیر سے رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ وقت کا تقاضا یہ ہے کہ اس موقع سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اہل سپین منتظر ہیں اور اپنی تقدیر کے آگے انہوں نے سر جھکا دیئے ہیں اخبار "غرناطہ" (Granada) رقمطراز ہے:-

"El Pueblo Español ha abierta las puertas Islam"

یعنی اہل سپین نے اسلام کے لیے اپنے دروازے کھول دیئے ہیں

(روزنامہ "غرناطہ" ۸ر ستمبر ۱۹۸۲ء)

لہٰذا اب ہمارے لیے کسی عذر اور بہانے کی گنجائش نہیں۔ اس موقع پر خدا کے حکم "فرمانبرداری کرتے ہوئے اس دروازہ میں داخل ہو جاؤ"

(وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا)

(سورۃ البقرہ)

کا مخاطب کون ہے؟

تیسویں سالانہ مرکزی تربیتی کلاس مجلس خدام الاحمدیہ

مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام تیسویں سالانہ مرکزی تربیتی کلاس مورخہ ۱۳ر اپریل تا ۲۶ر اپریل ایوانِ محمود ربوہ میں منعقد ہو رہی ہے۔ اس کلاس میں درس قرآن کریم، درس حدیث، فقہ، موازنہ مذاہب اور روزانہ اہم دینی و تربیتی موضوعات پر علمائے سلسلہ کی تقاریر ہوں گی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اس کلاس میں بلا استثناء ہر مجلس کی نمائندگی ہو۔ اس لئے جملہ قائدین مجالس، قائدین اضلاع اور قائدین علاقہ کوشش فرمائیں کہ کوئی مجلس ایسی نہ رہے جس کے زیادہ سے زیادہ خدام شامل نہ ہوں۔ قائدین مجالس نگران حلقہ اور قائدین اضلاع و علاقہ اس کلاس کی افادیت کو خدام کے سامنے رکھیں۔ اعلانات کروائیں۔ بار بار خطوط لکھیں۔ خدام اور ان کے والدین سے ذاتی رابطہ قائم کریں اور مجالس کے خصوصی دورہ جات کریں۔ ہر مجلس اور ضلع سے جس قدر نمائندگان تیار ہو جائیں۔ ساتھ کے ساتھ مجلس داران کے نام اور مکمل پتہ جات محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی خدمت میں بھجوائیں۔

جن مجالس کی نمائندگی گذشتہ سال کسی وجہ سے نہ ہو سکی۔ ان کی طرف امسال خصوصی توجہ دیں۔ ان کے خصوصی دورہ جات کر کے نمائندے تیار کریں۔

اللہ تعالیٰ دینی تعلیم اور تربیت کے اس انمول موقع سے استفادہ کرنے کے لئے تمام اضلاع کی سو فیصدی مجالس کو نمائندگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(ناظم اعلیٰ مرکزی تربیتی کلاس ۱۹۸۴ء)

ضروری اعلان برائے لجنات

بابت چندہ اجتماع

پانچ ماہ کے جائزہ شعبۂ مال سے معلوم ہوا ہے کہ بہت کم لجنات کی طرف سے چندہ اجتماع لجنہ موصول ہوا ہے۔ براہ کرم تمام لجنات اس طرف فوری توجہ فرمائیں اور ۲/- روپے فی ممبر کے حساب سے چندہ وصول کر کے جلد از جلد چندہ مرکز بھجوانے کی کوشش کریں۔ تاکہ ہم اپنا بجٹ پورا کر سکیں۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

(سیکرٹری مال لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

وصایا

ضروری نوٹ۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل ۲۵۵۰۰

میں غلام فاطمہ بیوہ میاں عبدالعزیز صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۵۴ سال بیعت ۲/۸۲ ساکن باغبانپورہ ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۸۳ ۱۴ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جسکی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

۱۔ طلائی ڈنڈیاں وزنی چھ ماشہ -/۱۱۰۰ روپے

۲۔ ایک مکان باغبانپورہ ۱/۸ حصہ کی مالک ہوں اندازاً قیمت -/۱۵۰۰۰ روپے

۳۔ حق مہر مبلغ -/۳۲ روپے وصول کر چکی ہوں اس وقت مجھے مبلغ -/۵۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں اور مبلغ ۔۔ روپے سالانہ آمدازجائیداد مندرجہ بالا ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے

الامۃ

غلام فاطمہ مکان نمبر ۱۷ گلی نمبر ۴۷ محلہ کالا برج باغبانپورہ لاہور

گواہ شد ۱۔ محمد یعقوب ولد عبدالرشید پرنسپل گورنمنٹ ویونگ اینڈ فنشنگ انسٹی ٹیوٹ شاہدرہ لاہور

گواہ شد نمبر ۲۔ ظفر محمود ولد عبدالرحمٰن ۱۵۷۔ جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور ۹

مسل ۲۵۵۰۱

میں مصطفےٰ بن ابراہیم ولد P.A'NGATA WA قوم ۔ پیشہ پنچر عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۴۰ء ساکن سیرالیون بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۸۳ ۱۴ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے

۱۔ بندوق مالیت -/۸۰ لیون

۲۔ دو عدد مکان مالیت -/۵۰۰۰ لیون

میں اقرار قانونی اور شرعی کرتا ہوں کہ مجھے یا میرے کسی وارث کو کسی حالت میں کبھی بھی یہ حق نہیں ہو گا کہ اپنا ادا کردہ چندہ وصیت یا ادا کردہ حصہ جائیداد کی واپسی کا مطالبہ کریں۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۴۰۰ لیون ماہوار بصورت پنچر مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد

مصطفےٰ بن ابراہیم ولد P.A NGATA WA

گواہ شد نمبر ۱۔ خالد احمد مبشر ولد چوہدری نذیر احمد صاحب مبلغ سلسلہ سیرالیون

گواہ شد نمبر ۲۔ بشیر احمد خان ولد محمد دین صاحب

مجلس اطفال ۱۳ اپریل ۱۹۸۴ء مثالی وقار عمل منائیں اور اس کی رپورٹ جلد مرکز کو بھجوائیں (سیکرٹری وقار عمل)

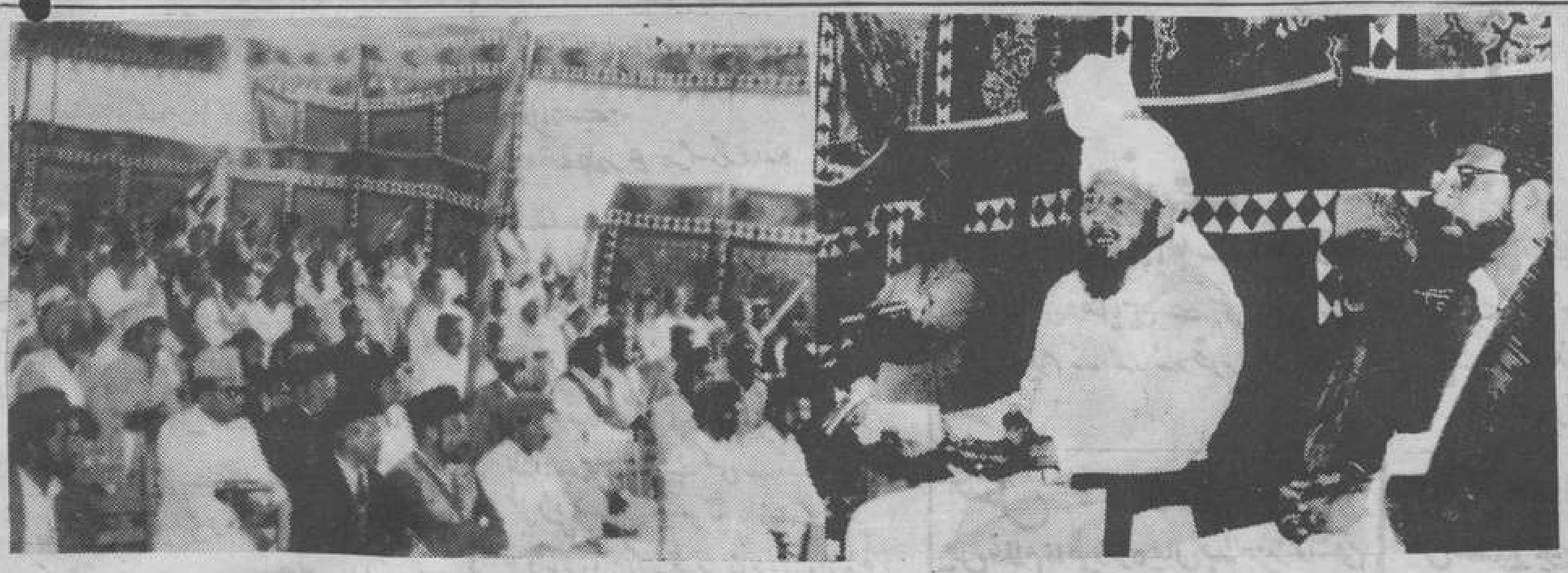

گذشتہ دنوں دورۂ کراچی و سندھ کے دوران حیدرآباد میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی ایک مجلس مذاکرہ سے خطاب فرما رہے ہیں۔

مکرم چوہدری محمد شریف صاحب گجراتی درویش قادیان وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان اطلاع دیتے ہیں۔ کہ مکرم چوہدری محمد شریف صاحب گجراتی درویش مورخہ ۲/۴/۸۴ قریباً ساڑھے چار بجے بعد دوپہر حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مکرم چوہدری محمد شریف صاحب ابن مکرم میراں بخش صاحب موضع شیخ پور (جو گجرات شہر سے چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے) ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ دینی تعلیم حاصل کرنے اور خدمتِ مرکز کے جذبہ کے تحت تقسیم ملک سے کچھ عرصہ قبل قادیان آگئے تھے۔ اس وقت ان کی عمر ۲۶/۲۵ سال تھی۔ تقسیم ملک کا فیصلہ ہونے پر واپس وطن جانے کا ارادہ ترک کر کے مستقل طور پر درویشانہ زندگی گزارنے کا عہد کر لیا اور بتوفیق ایزدی آخر دم تک اس عہد کو خوشدلی اور فرمانبرداری کے ساتھ نبھایا۔

ابتدائی زمانہ میں مصائب و آلام کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرتے رہے اور جو بھی ڈیوٹی سپرد کی جاتی رہی وہ پوری ذمہ داری کے ساتھ سرانجام دیتے رہے۔ بلکہ ساری زندگی صبر و سکون اور اطاعت گزاری میں بسر کی۔ کبھی اضطراب اور بے چینی کا اظہار نہیں کیا۔

ان کی عام صحت بفضلہ تعالےٰ بہت اچھی تھی۔ ۲/۴/۸۴ دفتر میں دو بجے تک کام کرتے رہے۔ اچانک دل میں گھبراہٹ شروع ہو گئی۔ طبی امداد مہیا کی گئی۔ مگر علاج معالجہ سے قبل ہی مالک حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام بخشے اور ان کے اہل و عیال کا حافظ و ناصر ہو۔

(ناظر خدمت درویشان)

احمدی طالبہ کی نمایاں کامیابی

الحمد للہ کہ ہماری بیٹی عزیزہ ڈاکٹر رضوانہ طاہر کو کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کی سالِ رواں کی بہترین طالبہ قرار دیا گیا ہے ..... یہ اعزاز اسے پانچوں سالوں میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کرنے اور بحیثیت مجموعی حسن کارکردگی کا مظاہرہ کرنے پر دیا گیا ہے۔ کانووکیشن کے موقع پر انشاء اللہ اسے گولڈ میڈل اور متعلقہ اعزازات دیئے جائیں گے۔ عزیزہ نے نومبر ۱۹۸۳ء میں ۱۲۶۱ نمبر حاصل کر کے ایم بی۔ بی۔ ایس کا امتحان پاس کیا تھا..... قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ عزیزہ رضوانہ طاہر کی دینی و دنیاوی کامرانی کے لئے دعا کریں۔

(بشریٰ و بشیر احمد لاہور کینٹ)

نمائندگان خصوصی رسالہ ریویو آف ریلیجنز

احباب جماعت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ حسب ذیل دوستوں کو رسالہ ریویو آف ریلیجنز کا نمائندہ خصوصی مقرر کیا گیا۔ احباب ان سے تعاون فرماویں۔

۱۔ جھنگ صدر :۔ مکرم چوہدری مختار احمد صاحب سنوری ۱۱۵/۸ سول لائن جھنگ صدر
۲۔ بہاولنگر :۔ " شیخ کریم الدین صاحب ایڈووکیٹ بہاولنگر۔
۳۔ سانگھڑ :۔ " پیر حبیب الرحمٰن صاحب بیت الفضل سانگھڑ۔

(مینیجر رسالہ ریویو آف ریلیجنز ربوہ)

الفضل کی اشاعت ۱۵۔۲۰ ہزار تک پہنچائیے!

امامِ وقت کی آرزو!!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خواہش یہ ہے کہ الفضل کی اشاعت صرف دس ہزار نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر ۱۵۔۲۰ ہزار تک جا پہنچے ——— آپ اپنے آقا کی آرزو پوری کرنے کے لئے کیا کر رہے ہیں؟ اپنا دل ٹٹولیئے!

(مینیجر الفضل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پک اینڈ پے
PICK AND PAY.
بہت جلد افتتاح
محمود احمد کھوکھر

اکسیر اپھارہ
شفتل اور برسیم سے ہونے والا جانوروں کا اپھارہ منٹوں میں غائب۔
قیمت فی پیکٹ ۳/- روپے درجن ۲۷/- روپے گروس ۳۰۲/- روپے
بونس علاوہ۔
تفصیلات کے لئے کیور ٹیو ونٹری گائیڈ ۲ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر حاصل کریں۔
کیور ٹیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو)
کمپنی رجسٹرڈ ربوہ۔ فون: 606/607

حضرت حکیم نظام جان کے فرزند اور جانشین
حکیم انوار احمد جان
۵-۶-۷ اپریل
دواخانہ حکیم نظام جان چوک اقصیٰ ربوہ
میں مطب فرمائیں گے!
مینیجر دواخانہ حکیم نظام جان
کالج روڈ چوک اقصیٰ ربوہ فون: ۵۵۸